آمدِ بہار

رمضان شریف، چمنستانِ توحید اور گلستانِ اسلام کی سرزمین کی بہار ہے۔ اس فصلِ گل کی بلبلیں حفاظ اور قراء ہیں جو شعبانِ معظم میں ہی اس ربیع اسلام میں نغمہ سرائی کیلئے قرآن مجید کی منازلِ سبع عبور کرنے میں خلوتِ مساجد میں شورش دنیا سے دور، دن رات ایک کئے ہیں۔ یہ تحریر انہی کی تیاری کو دیکھ کر صفحہ قرطاس پر نقش پذیر ہوئی ہے۔ قرآن اور رمضان کا تعلق بھی آسمانی ہے۔ حکمت الٰہیہ پر قربان جائیں! قرآن مجید کو لوحِ محفوظ سے لیلۃ القدر میں اتارا اور لیلۃ القدر کو رمضان شریف کے آخری عشرہ کی طاق راتوں میں رکھ دیا۔ اس حکمتِ بالغہ پر نظر کرتے ہوئے بزرگوں نے ماہِ صیام کو ماہِ قرآن کا خطاب دیا۔ میں نے اس تحریر کا عنوان، آمدِ بہار اس لئے رکھا ہے کہ رمضان کی ساری بہار، قرآن سے جنم لیتی اور اس کے گرد گھومتی ہے نمازِ تراویح، رمضان کی خصوصیت ہے۔ ہماری مساجد، کیا رمضان اور کیا غیر رمضان، قرآن پاک کی روح پرور قرأت سے گونجتی ہیں جبکہ تراویح کی نماز میں تو عنادلِ قرآن، قرآن کا نغمہ اس شیریں انداز میں الاپتے ہیں کہ ملائکہ عرش سے اتر کر مساجد میں آبیٹھتے اور سماعتِ قرآن کرتے ہیں یہ بہار ہی تو ہے کہ جس کی دید کیلئے فرشتے بیت المعمور سے، اس معمورۂ خاکی میں آتے ہیں۔ گو کہ ہماری ہر نماز، ہماری ہر محفل قرآنِ ذی ذکر میں بموجب ﴿انّ قرآن الفجر کان مشھودًا﴾ وہ حاضر ہوتے ہیں۔ ہم بڑے خوش نصیب ہیں کہ مجلسِ قرآن ذی ذکر میں ہماری شمولیت کی رپورٹ، فرشتے دربارِ الٰہیہ میں پیش کرتے ہیں اور بتاتے ہیں کہ کس طرح مسلمانوں نے پوری استقامت کے ساتھ سوا پارہ قرآن کی تلاوت با حلاوت، عقیدت و محبت کے جذبہ ایمانی سے سنی اور سنتِ تراویح کی بجا آوری پورے دو گھنٹے کے قیام میں کی۔

تلاوتِ قرآن ہی بہارِ رمضان ہے یہ بہار جذبہ قرآن خوانی کیلئے مہمیز ہے۔ تراویح میں قرآن، گھروں میں قرآن، مستورات میں قرآن، بوڑھوں میں قرآن، بچوں میں قرآن گویا ہر سمت قرآن۔ بچے اختتامِ رمضان پر بڑے فخر سے اپنے اپنے ختم قرآن کی تعداد بتاتے ہیں۔

قیام اللیل میں قرآن، مستورات، گھروں میں تلاوت کرتی ہیں تو برکات کا نزول۔ چار سو قرآن۔ مجھے افسوس ہوتا ہے کہ بعض لوگوں نے نمازِ تراویح کو سنتِ عمر رضی اللہ عنہ کہہ کر اس کا ترک کیا اور قرآن کی سماعت کا سنہری موقع ہاتھ سے جانے دیا...... روزہ کا رشتہ قرآن سے لاینفک ہے۔ باجماعت تراویح کی سہ روزہ سنت نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خود قائم فرمائی۔ چوتھے روز یہ فرمایا کہ تمہارے ذوق وشوق کو دیکھ کر اللہ تعالیٰ اسے فرض نہ کر دیں۔ یہ خلاصہ ہے حدیثِ تراویح کا مفصل حال بخاری شریف میں دیکھ لیں۔ اس سے کم از کم درج ذیل دو حقائق کا علم تو ضرور ہوتا ہے:

۱۔ تراویح باجماعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود پڑھائی اور پڑھی۔

۲۔ لوگوں کے ذوق وشوق کو دیکھ کر کہ اللہ تعالیٰ اسے کہیں فرض ہی نہ کر دیں۔

میں کہتا ہوں گو کہ میں مفتی نہیں کہ اگر یہ فرض نہیں تو فرض سے کم بھی نہیں۔ اللہ کی اتنی پیاری عبادت کا ترک، ترکِ سعادت کے برابر ہے۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے تو صرف یہی کیا تھا کہ اتنی محبوب الٰہیہ سنت کو زندہ کر دیا تھا۔ مگر یہ گنجائش اب بھی موجود ہے کہ باجماعت کی جگہ اگر کوئی شخص انفرادی طور پر پڑھ لے تو اسے مباح ہے مگر سنتِ نبویؐ، سنتِ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور امت کے ۱۴۰۰ سالہ تعامل کا ترک اچھا نہیں لگتا۔ مجھے آج تک کوئی مسلمان ایسا نہیں ملا جو تراویح سے نالاں ہے۔

آج کل ٹینشن، بوریت، ڈپریشن، افسردگی عام ہے۔ ہمارے پاس ان کے علاج کا ایک قرآنی نسخہ ہے جو ہم نے تیار نہیں کیا۔ نہ ہم نے اس کا خانہ دار نقش بنایا ہے۔ ان مریضوں کو معلوم ہے علت اس مرض کی بے چینی ہے اس کو طب مشرق میں مراق کہا جاتا ہے۔ قرآن اس کا علاج بتاتا ہے۔ سن لو! ''اللہ کا ذکر دلوں کے اطمینان کیلئے ہے۔'' قرآن کا نام ذی ذکر ہے۔ اس کی تلاوت کرو، تراویح میں خوش الحان حفاظ سے قرآن سنو۔ نماز سب سے بڑا ذکر ہے، نماز پڑھو یہ فرض ہے۔ رمضان کی برکت سے اس کا ثواب ستر گناہ زیادہ پاؤ۔ پھر دیکھو تمہاری روح کیسے تازہ ہوتی اور ٹینشن تم سے کیسے بھاگتی ہے۔ روح کی غذا قرآن اور نماز ہے۔ روح کی موت، موسیقی ہے۔ بعض فلم زدہ جو فلم سٹارز کو اپنا روحانی ہیرو کہتے اور ان کی ٹھمریوں اور گندے ننگے بول سنتے اور پھر خود بولتے ہیں ان کے نزدیک موسیقی روح کی غذا ہے مگر ہم بتائے دیتے ہیں یہ جھوٹ ہے۔ موسیقی کے رسیا کانوں میں قیامت کو پگھلا ہوا اور کھولتا ہوا سیسہ ڈالا جائے گا۔ ہاں نوائے فطرت کی ہم

آہنگی سے لطف اندوز ہونا چاہو تو کسی جھرنے کی آواز سن لو۔ گل وگلزار کی گلگشت کرلو۔ کوئل کی کوک اور بلبل کی زمزمہ سرائی سے جی بہلالو مگر موسیقی کا بھول کر بھی نام نہ لینا۔ یہ سفلہ جذبات کی مہیج ہے اس کا برپا کردہ ہیجان واشتعالِ جذبات زنا کی طرف لے جانے والا ہے۔

تراویح میں عموماً کم سن حفاظ قرآن سناتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے قرآن کی حفاظت اپنے ذمہ لے رکھی ہے مگر نسخہ ہائے قرآنی پر فرشتوں کی گارد نہیں لگا رکھی۔ یہی ننھے ننھے حفاظ حفاظتِ قرآن کا فریضہ سرانجام دیتے ہیں ان کے دل، ان کے دماغ اور زبان قرآن کے خزینے ہیں۔ ان کی پاک زبانیں، قرآن کے سمندر بہاتی ہیں اگر میں یہ کہوں اور غلط کہوں تو معاف رکھا جاؤں کہ یہ معصوم حفاظ، زمین پر، قرآن کی اس حفاظت کے چوکیدار ہیں جس کا ذمہ اللہ نے اپنے ذمہ لیا تھا۔ میں انہیں اللہ کا سپاہی اور مجاہد کہتا ہوں۔ آپ بھی اپنے بچوں کو حافظ بنائیں میدان حشر میں حافظ کے والدین کے سرتاج ہوں گے اور جس کے سر پر یہ تاج ہوں گے وہ یقیناً جنت کے وارث ہوں گے۔

از کوزہ همیں تراود، ہرچہ درانست

وزیر اطلاعات، سیاسی مسافروں کے بدنامِ زمانہ قافلہ کے میر کارواں ہیں۔ پیپلز پارٹی کی گود میں سیاسی آنکھ کھولی کہ ان جیسی کئی کشتیاں، جو بحرِ زمانہ میں ہچکولے کھاتی پھرتی تھیں، مسٹر زیڈ۔ اے بھٹو کے سوشلسٹ جہاز کو دیکھ کر اپنی بے جہت وبے سمت کشتیوں سے کود کر، بھٹو کے جیالے بن گئے۔ مرحوم صدر ضیاء الحق کے مارشل لا میں بحقِ وفا، بہ سوشلزم، اپنی بینائی گنوائی۔ جوانی برباد کی اور موقع پر صرف سیاسی مسافر کے طور پر مسلم لیگ ن کے جہاز میں آن بورڈ ہو گئے۔ بصیرت نام کی کوئی شے نہ رکھتے تھے، بصارت گئی تو رہی سہی بصیرت بھی جاتی رہی ہم ایسے بے بصیرت وبے بصارت، وزیرِ بے تدبیر کا نام اس لئے نہیں لکھتے کہ اس میں پرویز آتا ہے جو اپنے دور کا بدترین گستاخِ رسول ﷺ تھا۔ شاید اسی نام کی نحوست اس پر چھائی کہ اس نے دینِ رسول ﷺ کی تعلیم دینے والے اداروں کو جہالت کے مراکز کہہ دیا ہے۔ یہ بیان اس کے باطن کا عکاس ہے۔ اس کے اندر کی جہالت اس کے بیان کے ذریعے ٹپک گئی ہے۔ اسلام اپنے سوا باقی تمام سب کچھ کو جہالت کہتا ہے ہاں علم الابدان کو تسلیم کرتا ہے۔ اسی لئے مکہ کے ابوالحکم کو ابوجہل قرار دیتا ہے۔ ہمیں نہیں معلوم کہ اس کا مبلغِ علم کیا ہے شاید انگریزی کے دو چار اکھر جانتا ہو پر اگر واقعی کوئی پڑھا لکھا شخص ہوتا تو اسلامی مدارس کو جہالت کے مراکز نہ کہتا۔